Fikr-o-Nasar (Islamabad) 5:7 (1968)

تجدّد پسندوں کا موقف

پروفیسر رفیع اللہ

(۲)

مجلہ "چراغ راہ" کراچی ادارہ معارف اسلامی کا ترجمان ہے۔ اس ادارہ کے صدر مولانا سیّد ابو الاعلیٰ مودودی ہیں۔ اگست ۱۹۶۷ء کے "چراغ راہ" میں "فکر و نظر" کی غلطی کے عنوان سے ماہنامہ "فکر و نظر" اور "تجدد پسندوں" کے بارے میں چالیس صفحے لکھے گئے ہیں۔ اِس مضمون میں "چراغ راہ" کے ان "افکار و مسائل" کا محاکمہ کیا گیا ہے۔

پہلی قسط میں "عائلی قوانین" اور "خاندانی منصوبہ بندی" کے بارے میں جماعت اسلامی کے، جس کی ماہنامہ "چراغ راہ" نمائندگی کرتا ہے، عجیب و غریب موقف پر بحث کی گئی ہے۔ مدیر

اسلامی قانون کے نفاذ میں رکاوٹیں اب ہم بحث کے اس حصے میں پہنچ چکے ہیں جہاں بآسانی یہ فیصلہ ہو سکتا ہے کہ اسلامی قانون کے نفاذ میں رکاوٹ کون ہیں؟ عائلی قوانین اور خاندانی منصوبہ بندی کی شرعی حیثیت کے بارے میں ان کا طرز عمل اس مسئلہ پر خوب روشنی ڈالتا ہے۔ اس بارے میں ان حضرات کی طرف سے کچھ اس قسم کا الزام لگایا جاتا ہے:-

(مغرب زدہ طبقہ) آزادی و استقلال کی جدوجہد کے دوران اسلام کا نام لیتا رہا ہے۔ (کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ علمائے کرام بشمول جماعت اسلامی اس وقت کہاں تھے؟) لیکن آزادی کے بعد چند ہی سالوں کے اندر یہ واضح ہو گیا ہے کہ اسلام کا نعرہ محض منافقانہ حربہ تھا۔ ورنہ اس کی اسلام دشمنی غیر ملکی حملہ آوروں کی اسلام دشمنی سے کم نہیں ہے۔ [1]

---

[1] ماہنامہ چراغ راہ اپریل ۱۹۶۷ء صفحہ ۴۳

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

یہ ہے ان حضرات کا "مغرب زدہ طبقہ" پر سب سے بڑا الزام۔ لیکن اب دیکھیے کہ یہ الزام کس پر صادق آتا ہے۔ پاکستان بننے سے پہلے اس پاکستان کی حمایت میں ان حضرات نے ایک لفظ تک نہیں لکھا۔ اوران کے الماریاں بھر دینے والے لٹریچر سے بلاواسطہ طور پر اس کی مخالفت ہی ہوتی تھی۔ پھر پاکستان میں آکر انھوں نے کوئی مثبت کام نہیں کیا۔ ان کی سب سے بڑی کارگزاری صرف مغرب زدہ طبقہ سے اسلامی نظام کے نفاذ کا مطالبہ ہے۔ اب اس مغرب زدہ طبقہ نے جب اس طرف ایک دو قدم اٹھائے اور اس سلسلہ میں کچھ کیا۔ ان میں کم از کم طلاق بدعت کے خاتمہ والا قدم خود ان کی تحقیقات کے عین مطابق تھا۔ تو یہ حضرات اس کی مخالفت کرنے لگے۔ اب مغرب زدہ طبقہ حیران تھا کہ جس چیز کے بدعت اور معصیت ہونے پر خود ان حضرات کی تحقیق کے مطابق اجماع امت تھا، اب وہ یکایک کیسے عین اسلام بن گئی۔ ان حضرات نے یہ پلٹا کھایا کہ ہاں بھائی وہ بھی ٹھیک تھا لیکن ہمارے ملک میں حنفی فقہ والوں کی اکثریت ہے اور یہ اقدام اس کے خلاف ہے۔ حالانکہ حنفی فقہ کے مطابق بھی یہ طلاق کا احسن طریقہ تھا۔ ایک دوسرے مسئلے یعنی خاندانی منصوبہ بندی میں جب حکومت نے دلچسپی لی جو جزئیات کی حد تک حنفی فقہ کے عین مطابق تھا۔ تو اس کی بھی انھوں نے مخالفت کی۔ اب "مغرب زدہ طبقہ" حیران کھڑا ہے کہ اگر کوئی قانون کتاب وسنت کے مطابق بنایا جائے تو اس کی بھی مخالفت ہوتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ حنفی فقہ کے مطابق قانون بناؤ۔ اور اگر کوئی قانون حنفی فقہ کے مطابق ہوتا ہے تو اس کی بھی مخالفت کی جاتی ہے۔ ادارہ معارف اسلامی کے صدر اور اہل علم خدا کے لئے غور کریں کہ اسلامی قانون کے نفاذ میں سب سے بڑی رکاوٹ کون سی چیز ہے؟ یہ دوغلا پن یا کوئی اور چیز۔ خدا کے لئے اس اصول کا واضح اعلان کیجیے کہ اسلامی قانون کس اصول کے مطابق ہوگا۔ اگر حنفی فقہ کے ہی مطابق ہوتا ہے تو صاف اعلان کیجیے۔ اس صورت میں تو اسلامی قانون کی کسی تدوین جدید کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ اس فقہ میں تو جزئیات تک تمام احکام موجود ہیں۔

موسیقی کے جواز کا مسئلہ

"تجدد پسند" اہل علم کے خلاف ایک پروپیگنڈا یہ کیا جاتا ہے کہ ملک میں رقص وموسیقی کے رواج کے ذمہ دار یہی لوگ ہیں۔ کیونکہ انھوں نے "اسلام اور موسیقی" کی کتاب لکھ کر ثابت کر دیا کہ اسلام میں یہ چیزیں محبوب ومطلوب ہیں۔ [۲]

---

[۲] ماہنامہ چراغ راہ اپریل ۱۹۶۷ء صفحہ ۴۰

اب یہ حضرات عامۃ الناس کو یہ باور کرانے پر اپنا پورا زور صرف کر رہے ہیں اور دن رات ان حضرات کا یہی عزیز مشغلہ ہے کہ تمام غیر اسلامی چیزوں کے وجود کے ذمہ دار "تجدد پسند" اہل قلم ہیں۔ لیکن ان میں سے کسی اہل علم نے یہ نہیں بتایا کہ تجدد پسند جو شرعی دلائل دیتے ہیں وہ کہاں تک خلاف اسلام ہیں۔ مسئلہ زیر بحث پر مدت ہوئی کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ لیکن "علمی تحقیق" کے کسی علمبردار کو ہمت نہ ہوئی کہ ان میں خلاف اسلام دلائل کی نشاندہی ہی کر دیتا۔ بلکہ راقم السطور نے اپنی کتاب "موسیقی کی شرعی حیثیت" ان کے بعض رسائل کو بھجوائی بھی۔ لیکن صرف ماہنامہ "فاران" کراچی کو اس پر تبصرہ کرنے کی توفیق ہوئی۔ لیکن اس کے تبصرہ نگار کو اس میں کوئی چیز بھی شریعت اسلامی کے خلاف نہ مل سکی بلکہ موصوف نے اس کی تحقیق کی داد دی۔ لیکن اب یہ حضرات ہیں کہ ان دلائل کا جواب دینے کی بجائے کیچڑ اچھالے جا رہے ہیں۔ "چراغ راہ" کے معترض صاحب نے کیچڑ اچھالنے میں جو محنت اور وقت صرف کیا ہے کاش اس کا کچھ حصہ وہ اس کتاب پر مخالفانہ علمی تبصرے ہی کے لئے صرف کر دیتے تو علمی تحقیقات کا کچھ بھرم تو قائم رہتا۔

سود کی حلت و حرمت

تجدد پسند طبقہ کے خلاف جو فرد جرم عائد کی جاتی ہے، اس میں ایک جرم سود کا جائز قرار دینا ہے۔ اس سلسلے میں جو کچھ یہ حضرات ارشاد فرماتے رہتے ہیں اس کی ایک جھلک چراغِ راہ کے دورِ نو کے مندرجہ ذیل اقتباس میں دیکھئے:۔ "آج سے تین سال قبل مصر میں ایک سرکاری عالم کی طرف سے یہ فتویٰ شائع ہوا کہ شخصی ضروریات کے لئے سود حلال ہے۔ اس کے جواب میں عرب کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک اہل علم کی طرف سے لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا۔۔۔۔ لطف یہ کہ یہ وہی دور تھا جب پاکستان میں بھی سود کے موضوع پر بحثیں اور مذاکرے ہو رہے تھے۔ مگر یہاں بھی مولانا مودودی اور دوسرے اصحاب کی طرف سے حرمت سود پر جو روشنی ڈالی گئی اس نے حلت سود کے تمام چور دروازے بند کر دیئے ہیں، اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص سود کے حلال ہونے کا قائل ہے تو اس کا منہ کون بند کر سکتا ہے۔ یہی حال ضبط ولادت کی شرعی حیثیت کا ہے۔" [۳]

---

[۳] چراغ راہ اپریل ۱۹۶۷ء ص ۴۶-۴۷

ضبط ولادت کی شرعی حیثیت کے بارے میں جماعت اسلامی کا مسلک کس حد تک مبنی بر دیانت ہے، اس کا ذکر ہو چکا ہے۔ سود کے بارے میں ان حضرات کے جب اس قسم کے دعوے پڑھتا ہوں تو حیران ہو جاتا ہوں کہ یہ حضرات عامۃ الناس کو کس طرح دھوکا دیتے ہیں۔ کتنی حیرت کی بات ہے کہ جن چیزوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان مبارک سے سود قرار دے گئے ہیں، اسے یہ حضرات نہ صرف یہ کہ جائز سمجھتے ہیں بلکہ اس کی تائید میں کتابیں لکھتے ہیں۔ جن چیزوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان مبارک سے سود قرار دے گئے ہیں۔ وہ یہ تین ہیں:۔

(۱) مخابرہ [۴]۔ یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس کی وہ تعریف نقل کر دیں جو حضرت شاہ ولی اللہ نے فرمائی ہے [۵]

والمخابرة ان تکون الارض لواحدٍ والبذر والبقر والعمل من الآخر (مخابرہ کی تعریف یہ ہے کہ اس میں زرعی زمین ایک شخص کی ہو اور دوسرے کی طرف سے بیج، ہل چلانے والے جانور اور محنت ہو)

اب سنئے کہ رسول اللہ صلعم ایسے معاملے کے متعلق کیا حکم دیتے ہیں:

عن جابر بن عبد اللہ قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول من لم یذر المخابرة فلیاذن بحرب من اللہ ورسولہ۔ [۶] (حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا۔ جو شخص مخابرہ چھوڑنے پر تیار نہ ہو، وہ اللہ اور رسول کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے تیار ہو جائے)

امت مسلمہ کے مذاہب اربعہ کے چاروں ائمہ اس مخابرہ کے معاملہ کو شریعت میں ناجائز قرار دیتے ہیں۔ لیکن یہ فخر ادارہ معارف اسلامی کے صدر کو حاصل ہے کہ انھوں نے فرمان نبوی اور چاروں ائمہ کے فیصلے کے برعکس ایسے معاملے کے جواز کا فتویٰ دیا۔

(۲) مکہ شریف کے مکانوں کا کرایہ [۷]

(۳) زر مبادلہ کا ناجائز کاروبار [۸] (ربٰو الفضل)

---

[۴] ملاحظہ ہو۔ حجۃ اللہ البالغہ جلد ۲ ص ۳۴۴۔ [۵] حجۃ اللہ البالغہ جلد ۲ ص ۳۴۴

[۶] سنن ابوداؤد مصری جلد ۲ ص ۲۳۵۔ [۷] ہدایہ آخرین کتاب الکراہیہ ص ۴۷۵

[۸] "سود" جدید ایڈیشن ص ۱۵۷

سود کی پہلی قسم یعنی مخابرہ کے جواز کے لئے ادارہ معارف اسلامی کے صدر مولانا مودودی صاحب نے "مسئلہ ملکیت زمین" لکھی ہے۔ دوسری قسم کے متعلق بھی موصوف اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ اس سال تو ادارہ معارف اسلامی کے معتمد اعلیٰ صاحب کو بھی اس کا ذاتی تجربہ ہوا ہوگا۔ لیکن الماریاں بھر دینے والے لٹریچر میں ایسے سود کی حرمت کی طرف ایک معمولی سا اشارہ بھی کبھی نہیں کیا گیا۔ ہاں رسول اللہ صلعم کی فرمائی ہوئی سود کی تیسری قسم کو یہ حضرات سود ضرور تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن خود ارض پاک میں جس وسیع پیمانے پر اس کا کاروبار ہوتا ہے، اس کے خلاف کبھی آواز نہیں اٹھائی۔ بس ان حضرات کے نزدیک سود صرف وہ ہے جو بنکوں میں لیا دیا جاتا ہے۔ لیکن جب علمی تحقیق کے ذریعہ اس چور دروازہ کو بند کیا گیا ہے، اس کی ایک جھلک دیکھیے۔ فرمایا جاتا ہے کہ موجودہ سودی کاروبار کو چھوڑ کر اگر اسے "مضاربت" کے اسلامی اصولوں پر چلا دیا جائے تو اس کے تمام اسلامی دروازے بند ہو جائیں گے۔ لیکن جب ہم نے ان حضرات کی مضاربت کی بیان کردہ تعریف پڑھی تو سکتے میں آ گئے۔ کیونکہ اس تعریف سے چور دروازے بند ہونے کی بجائے زیادہ کھلنے کے امکانات تھے اور پھر یہ وہ تعریف نہیں جو ہمارے فقہاء کرام نے کی تھی۔ ادارہ معارف اسلامی کے صدر اپنی کتاب سود (جدید ایڈیشن میں صفحہ نمبر ۲۰۶) میں اس کی تعریف یوں کرتے ہیں "یعنی نفع و نقصان میں شرکت" انھوں نے اپنی ایک دوسری کتاب "مسئلہ ملکیت زمین" کے صفحہ ۵۸ پر بھی مضاربت کی یہی تعریف کی ہے۔ یعنی نفع و نقصان میں شرکت کے اصول پر۔ حالانکہ فقہاء کے نزدیک اس معاملہ میں نفع میں تو شرکت ہوتی ہے لیکن نقصان صرف صاحب سرمایہ پر ہوتا ہے۔ فقہ کی ہر مستند کتاب میں اس کی تعریف یوں کی گئی ہے:

ھی فی اللغۃ عبارۃ عن ان یدفع شخص مالاً للآخر لیتجر منہ علی ان یکون الربح بینھما علی ما شرط والخسارۃ علی صاحب المال [۹] (لغت میں مضاربت کا مفہوم یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کو اس شرط پر تجارت کے لئے سرمایہ دے کہ نفع تو ان دونوں کے درمیان بمطابق شرط ہوگا لیکن نقصان کا ذمہ دار صرف صاحب سرمایہ ہوگا۔)

اس سے بھی زیادہ وزنی بات یہ ہے کہ جس "اسلامی اصول" یعنی مضاربت کے ذریعے سود کے چور

---

[۹] الفقہ علی المذاہب الاربعۃ جلد ۲ صہ ۴۲

دروازے بند کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، فقہاء امت کے نزدیک خود اس اسلامی اصول کی شرعی حیثیت میں اختلاف ہے۔ علامہ ابن حزم مراتب الاجماع میں فرماتے ہیں کہ فقہ کی ہر بات کی اصل کتاب و سنت ہے لیکن مضاربت کے متعلق ہم نے کتاب و سنت میں کوئی اصل نہیں پائی۔ [۱۰]

حدیث رسول ؐ پر حملہ

جماعت اسلامی کے ناقدین کے خلاف جنہیں یہ حضرات 'متجددین' کا خطاب دیتے ہیں، ایک اور فرد جرم یہ بھی ہے کہ ان حضرات نے احادیث رسول ؐ پر حملہ کر رکھا ہے، ان کے اپنے الفاظ ہیں:

"اسلام کی تعبیر جدید اور تہذیب نو کے مقاصد کے جواز کے راستہ میں سب سے بڑی رکاوٹ سنت ہے۔ چنانچہ متجددین نے سنت رسول پر حملے شروع کر دیئے۔ کبھی کہا کہ سنت رسول سرے سے دین کا ماخذ ہی نہیں ہے۔ دین کا ماخذ صرف قرآن ہے اور قرآن کی تعبیر کا حق مرکز ملت کو ہے۔ کبھی کہا کہ احادیث کے تمام مجموعے عجمی سازش نے وضع کیے۔ صحابہ، تابعین اور ائمہ فقہ و حدیث کی پوری جماعت کو یہ لوگ اس سازش کا شریک ٹھہراتے ہیں" [۱۱]

صحابہ کرام، تابعین اور ائمہ فقہ و حدیث کے بارے میں متجددین پر اتنا بڑا الزام لگانے کی ادارہ معارف اسلامی کے مجلے نے کوئی دلیل نہیں دی۔ جہاں تک راقم الحروف کا مطالعہ ہے، اس کی بنا پر میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ "احادیث کے انکار" کے بارے میں خود صدر ادارہ معارف اسلامی کا نظریہ مولانا عبداللہ چکڑالوی سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ ان کے متعلق تو یہ سیدھی بات تھی کہ وہ قرآن کے مقابلے میں کسی قسم کی حدیث کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ لیکن یہ صاحب جب چاہتے ہیں صحیح احادیث کا انکار کر دیتے ہیں۔ اور ضعیف احادیث کو سند تسلیم کر لیتے ہیں۔ ساری امت میں حدیث کی صحت کا معیار یہ چلا آرہا ہے کہ جس حدیث کو ائمہ فن حدیث روایت و درایت کے لحاظ سے صحیح قرار دیں، وہ صحیح ہوگی اور جسے وہ ضعیف قرار دیں، وہ ضعیف تصور ہوگی۔ اس مقصد کے لئے ہزاروں ائمہ حدیث نے احادیث کی چھان پھٹک کے بعد اس موضوع پر کوئی ایک لاکھ کتابیں تصنیف کی ہیں۔ لیکن ادارہ معارف اسلامی کے صدر کے اس نادر نظریہ کی رو سے یہ سب بے کار ہو جاتی ہیں۔ اپنے اسی نادر نظریہ کو وہ علی الاعلان پیش کرتے ہیں

---

[۱۰] نیل الاوطار جلد ۵ صـ ۲۸۲۔ [۱۱] ماہنامہ چراغ راہ اپریل ۱۹۶۷ء صـ ۴

ان کا یہ نظریہ ان کے اپنے الفاظ ہی میں ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں:-

"جو شخص اسلام کے مزاج کو سمجھتا ہے۔ اور جس نے کثرت کے ساتھ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کا گہرا مطالعہ کیا ہوتا ہے، وہ نبی اکرم صلعم کا ایسا مزاج شناس ہو جاتا ہے کہ روایات کو دیکھ کر خود بخود اس کی بصیرت اسے بتا دیتی ہے کہ ان میں سے کون سا قول یا کون سا فعل میرے سرکار کا ہو سکتا ہے۔ اور کون سی چیز سنت نبوی سے اقرب ہے۔ یہی نہیں بلکہ جن مسائل میں اس کو قرآن و سنت سے کوئی چیز نہیں ملتی، ان میں بھی وہ کہہ سکتا ہے کہ اگر نبی صلعم کے سامنے فلاں مسئلہ پیش آتا تو آپؐ اس کا فیصلہ یوں فرماتے۔ یہ اس لئے کہ اس کی روح، روحِ محمدی میں گم اور اس کی نظر بصیرت نبوی کے ساتھ متحد ہو جاتی ہے۔ اس کا دماغ اسلام کے سانچے میں ڈھل جاتا ہے۔ وہ اس طرح دیکھتا اور سوچتا ہے، جس طرح اسلام چاہتا ہے کہ دیکھا اور سوچا جائے۔ اس مقام پر پہنچ جانے کے بعد انسان اسناد کا بہت زیادہ محتاج نہیں رہتا۔ وہ اسناد سے مدد ضرور لیتا ہے۔ مگر اس کے فیصلے کا مدار اس پر نہیں ہوتا۔ وہ بسا اوقات ایک غریب، ضعیف، منقطع السند، مطعون فیہ حدیث کو بھی لے لیتا ہے۔ اس لئے کہ اس کی نظر اس افتادہ پتھر کے اندر ہیرے کی جوت دیکھ لیتی ہے اور بسا اوقات وہ ایک غیر معلل، غیر شاذ، متصل السند مقبول حدیث سے بھی اعراض کر جاتا ہے۔ اس لئے کہ اس جام زریں میں جو بادۂ معنی بھری ہوئی ہے وہ اسے طبیعت اسلام اور مزاج نبوی کے مناسب نظر نہیں آتی۔"[۱۲]

ان حسین و جمیل الفاظ میں جو کچھ فرمایا گیا ہے، اس کا خلاصہ وہ ہے جس کے نیچے خط کھینچ دیا گیا ہے۔ یعنی احادیث کی صحت جانچنے کے لئے اسناد کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اس طرح ہمارے علمائے حدیث نے چھ سات لاکھ راویان حدیث کے حالات زندگی جمع کرنے میں جو شاندار کوششیں کیں، علمی تحقیقات کے لحاظ سے وہ سب بے وقعت ہو گئیں۔ حدیث کی صحت جاننے کا معیار یہ ہو گیا کہ انسان مزاج شناس نبی ہو۔ اس اصول کی بنا پر وہ صحیح احادیث کو رد کر سکتا ہے اور ان کے مقابلے میں جھوٹی احادیث کو اختیار کر سکتا ہے۔ خود اس مضمون میں جن احادیث کا حوالہ ہے، اس میں مولانا نے یہی طرز عمل اختیار کیا ہے اور اگر مدیر چراغِ راہ چاہیں تو ہم ان کو اور کئی مثالیں دے سکتے ہیں۔

---

[۱۲] تفہیمات جلد اوّل۔ مولانا مودودی صاحب صہ ۲۹۶

اس "نادر نظریہ" کی ایک بڑی خرابی یہ ہوگی کہ ہر فرقہ کے لوگ اپنے علماء ہی کو مزاج شناس رسول سمجھیں گے اور جو کچھ ان کے منہ سے نکلے گا وہی دین اسلام کا ماخذ قرار پائے گا۔ احادیث رسول پر اس سے زیادہ سخت حملہ کی سلف و خلف میں شائد ہی کوئی مثال ملے۔

علمی افق

"چراغِ راہ" نے علمی تحقیقات کی سربلندی کے لئے اپنے دورِ نو میں ایک نئے عنوان "علمی افق" کا اضافہ کیا ہے جس کا مقصد خود ان کی اپنی زبانی سنیئے :۔

" اس کے تحت ہم ان اہم علمی مضامین کا خلاصہ پیش کرنا چاہتے ہیں، جو انگریزی، عربی اور اردو کے علمی رسائل و جرائد میں شائع ہو رہے ہیں۔ اور کسی نہ کسی وجہ سے ہمارے موضوعات سے متعلق ہیں۔ اس طرح ہمارے قارئین کے سامنے بیک نظر یہ آسکے گا کہ دنیا میں کن موضوعات پر کیا کام ہو رہا ہے"[۱۳]

لیکن اس عنوان کے تحت "چراغ راہ" کے دورِ نو کے اکثر شماروں میں جو مواد دیا گیا ہے، اسے پڑھ کر راقم پر تو یہ روشن نہ ہو سکا کہ اس مواد کا ان کے بیان کردہ "علمی افق" سے کون سا اور کیسا تعلق یا ربط ہے۔ "علمی افق" سے ربط تو کجا مجھے تو یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ اس مواد کا اسلامی تحقیقات بلکہ پاکستان سے کیا تعلق ہے۔

مثلاً "چراغ راہ" کے مارچ ۱۹۶۷ء کے شمارہ میں صفحہ ۶۱ پر ہندوستان کے ایک نیم سرکاری رسالہ کا مضمون بعنوان "تاشقند اور اس کے بعد" شائع کیا گیا ہے جس میں عوامی جمہوریہ چین کے خطرے کو نمایاں کر کے مسئلہ کشمیر کو حکومت ہند کی شرائط و خواہشات کے مطابق حل کرنے کی تجویز ہے[۱۴]

اس مضمون کی "علمی حیثیت" یا "پروپیگنڈانہ حیثیت" کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس مضمون کے لکھنے والے کا اصل رسالے تک میں بھی نام نہیں۔ اس مضمون میں چین اور پاکستان کے تعلقات کے بارے میں یہ فرمایا گیا ہے :

پاکستان بظاہر چین نواز پالیسی پر عمل پیرا ہے۔ لیکن مغربی ممالک سے اس کے تعلقات کی نوعیت اور رائے عامہ کے رجحانات اسے اس راستے میں ایک حد سے آگے بڑھنے نہیں دیں گے۔[۱۵]

---

[۱۳] ماہنامہ "چراغ راہ" جنوری ۱۹۶۷ء صفحہ ۹ ۔ [۱۴] ایضاً مارچ ۱۹۶۷ء صفحہ ۶۳

[۱۵] ایضاً صفحہ ۶۲

اپریل کے شمارہ میں بھی اگرچہ بلاواسطہ طور پر چین کے خلاف لکھا گیا ہے، لیکن وہ "علمی افق" کے تحت نہیں۔ بلکہ ہندوستان کے ایک مخالف چین ادارہ سے چین کے خلاف ایک امریکی کتاب کے اردو ترجمہ پر تبصرہ فرماتے ہوئے (صفحہ ۷۸) مئی کے شمارہ میں "علمی افق" کے تحت ایک مضمون کا ترجمہ پیش کیا گیا ہے جس کا عنوان ہے "بھارتی کمیونسٹ پارٹی کی گروہ بندی (صفحہ ۷۱) اس میں بھی حسب معمول عوامی جمہوریہ چین کے متعلق یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ وہ بین الاقوامی معاملات میں منافقانہ کردار رکھتا ہے۔ مئی کے شمارہ میں "علمی افق" کے تحت جو مضمون لبعنوان "ہندوستان اور چین کے عزائم" شائع کیا گیا ہے، اس میں خیر چین کے خلاف تو جو کچھ ہے وہ ہے۔ خود اپنے ملک کے ساتھ یہ زیادتی کی گئی کہ آزاد کشمیر تک کو ہندوستان ہی کا علاقہ دکھایا گیا ہے۔ مضمون ہی کے الفاظ ملاحظہ ہوں: "مغربی سیکٹر وہاں سے شروع ہوتا ہے جہاں بھارت، چین اور افغانستان کی سرحدیں ملتی ہیں۔" معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ سرحدیں صرف آزاد کشمیر میں ہی ملتی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ "چراغ راہ" کی اشاعت بھی جماعت کے حلقہ تک محدود ہے ورنہ جماعت کے حلقہ سے باہر کے لوگوں کی نظر سے یہ چیز گزرتی تو وہ ضرور اس تحریر پر سخت احتجاج کرتے۔ بلکہ یونیسکو کے زیر انتظام شائع ہونے والی ایک کتاب "بیسویں صدی" میں ایسی ہی فروگذاشت پر انھوں نے خود حکومت پاکستان پر سخت گرفت کی ہے کہ اس نے یونیسکو سے اپنی وابستگی کے سلسلہ میں نظر ثانی کیوں نہیں کی اور اقوام متحدہ سے احتجاج کیوں نہیں کیا گیا۔[16] مدیر "چراغ راہ" مسئلہ کشمیر کے متعلق اس دورخی محبت کی وضاحت فرمائیں گے اور ساتھ ہی ہماری یہ مشکل بھی حل کریں گے کہ ان مسائل کا اسلامی تحقیقات سے کیا تعلق ہے۔

چین کے خلاف صرف "علمی افق" کے تحت ہی مواد پیش نہیں کیا بلکہ ایک مستقل کتاب بھی شائع فرمائی گئی ہے جس کا عنوان ہے "ماؤزے تنگ کے دیس میں"۔

"علمی افق" کے تحت ماہنامہ "چراغ راہ" ایک اور بھی بڑی "اسلامی خدمت" سرانجام دے رہا ہے اور وہ ہے متحدہ عرب جمہوریہ کے صدر جمال عبدالناصر کی مخالفت۔ عرب نیشنلزم کی تحریک کو صدر ناصر کی طرف منسوب کر کے اسے یہودی سازش کا نتیجہ قرار دینا۔ اخوان المسلمین پر صدر جمال عبدالناصر کے

---

[16] چراغ راہ جولائی ۱۹۶۷ء صفحہ ۱۹

مظالم کی داستان سرائی اور عالم اسلام اور خاص کر عالم عرب کے حالات کا اپنے خصوصی نظریے بیان.
آج کل بین الاقوامی معاملات نے اتنی پیچیدگیاں اختیار کرلی ہیں کہ کسی ملک کے اندرونی معاملات میں دخل دینا مناسب نہیں. خاص طور سے اس صورت میں جبکہ ہمیں اس ملک کے حالات کا پوری طرح علم نہ ہو. لیکن اس کے باوجود جماعت اسلامی اور اس کے ترجمان نے صدر ناصر اور اس کے مسلک کی مخالفت کو اپنا وظیفہ حیات بنالیا ہے، اور اس پر ہر طرح کے الزامات تراشے جاتے ہیں، جن کی کوئی حقیقت نہیں.

ایک طرف چین کی مخالفت اور دوسری طرف صدر ناصر کے خلاف بہتان تراشی کی مہم۔ یہ ہے وہ "علمی افق" جس تک احیائے اسلام کے علمبرداروں کی تمام قلمی کاوشیں محدود ہو کر رہ گئی ہیں۔

حرفِ آخر مضمون کے خاتمے سے پہلے ایک دفعہ پھر ان اہم مقاصد کو ذہن میں لائیے جن کا ادارہ معارف اسلامی کے قیام کے وقت اعلان کیا گیا تھا یعنی (۱) اسلامی علوم وفنون کو نئے سرے سے مرتب کرنا۔ (۲) اسلامی طریقہ تعلیم کے مطابق نصاب تیار کرنا وغیرہ۔ اوپر جو کچھ بیان ہو چکا ہے اس کے متعلق تو قارئین بھی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ اس کا ان کے اعلان کردہ مقاصد سے کیا تعلق ہے. کیا ادارہ معارف اسلامی کے کار پرداز بتا سکتے ہیں کہ ادارہ کے قیام کے چھ سات سال کے عرصہ میں ان مقاصد کے حصول کے لئے کوئی ایک قدم بھی اٹھایا گیا ہے. حالانکہ ان دو مقاصد کے تحت کام کرنے کی جتنی شدید ضرورت ہے وہ جماعت اسلامی کے پروپیگنڈا لٹریچر یا "ماؤزے تنگ" کے دیس میں" جیسی کتابوں کے شائع کرنے سے کئی گنا زیادہ ہے. جماعت اسلامی کا لٹریچر تو پہلے بھی اپنی پوری شان و شوکت سے شائع ہو رہا تھا اس کے لئے ایک خالص علمی تحقیقات کا ادارہ معارف اسلامی وقف کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا۔